

# مسائل سترو حجاب

ترجمہ  
اشیخ مقصود الحسن فیضی

تالیف  
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تحقیق و تصحیح

حافظ عبدالرحمن شفیق



مکتبہ اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ  
معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# مسائل سنن و حجاب

تالیف  
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ  
اشیخ مقصود الحسن فضلی

تحقیق و تصحیح  
خافظ عبد الرحمن شفیق

مکتبہ اسلامیہ

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



مکتبہ ایشیائیہ

مکتبہ ایشیائیہ

لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور ایم سی سی بیٹک انٹرنیشنل ٹریڈنگ کمپنی کوٹوالی روڈ، فیصل آباد  
041-2631204 - 2641204 042-37244973 - 37232369

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

### ارشاد نبوی ﷺ

”جہنمیوں کی ان دو قسموں کو میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود نکلی ہوں گی، سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بہکنے والی، ان کے سر سختی اونٹوں کی لچکدار کوہان کی طرح بڑے بڑے ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو ہی پائیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور دور سے آتی ہوگی۔“

[صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات العاریات: ۲۱۲۸]



## فہرست

- 4 ..... پیش لفظ ..... ❁
- 7 ..... ستر کا بیان ..... ❁
- 8 ..... ظاہری اور باطنی زینت ..... ❁
- 12 ..... عورت کا اپنے غلام سے پردہ ..... ❁
- 16 ..... مسلمان عورت کا مشرک اور کافر عورت سے پردہ ..... ❁
- 17 ..... مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ ..... ❁
- 19 ..... حالت نماز میں مرد اور عورت کا لباس ..... ❁
- 32 ..... حالت احرام میں عورت کا چہرہ ڈھانپنا ..... ❁
- 33 ..... عورت کے لیے پردے کی حکمت ..... ❁
- 35 ..... چہرے کا پردہ ..... ❁
- 40 ..... بيمجروں سے پردہ ..... ❁
- 42 ..... نظروں کی حفاظت کا حکم الہی ..... ❁
- 44 ..... مجبوری کے وقت شرمگاہ کھولنا ..... ❁
- 46 ..... نابالغ بچوں کو دیکھنے کا حکم ..... ❁
- 48 ..... اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کیا جائے؟ ..... ❁
- 54 ..... نظر کی حفاظت کے فوائد ..... ❁

## عرضِ ناشر

مغربی کلچر اور برقی خالطف نے جس تیزی سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں پر اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ عریانی نے جس سیل رواں کی شکل اختیار کر لی ہے اس نے ہماری ملٹی ودینی اقدار کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ بحیثیت قوم یہ لوگ حیا اور پردہ داری سے عاری ہو چکے ہیں، حالانکہ اسلام کا اولین درس ہی حیا ہے۔ واضح رہے کہ جو قوم اپنی عفت و عصمت کا پاس نہیں رکھتی اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اس کی تعمیر نو کے لیے سال ہا سال درکار ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر میں غفلت کی انتہا اس قدر ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی نظامِ عفت و حیا سے بالکل بے خبر ہیں، لہذا اسلام کے درسِ حیا سے لوگوں کو آشنا کرنے کے لیے بہترین تحریر کی ضرورت تھی، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کتابچہ حجاب المرأة المسلمة ولباسها فی الصلاة نظر سے گزرا جس کا ترجمہ دیارِ ہند کے معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ مقصود الحسن فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ اس میں سترو حجاب کے ان تمام بنیادی مسائل کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ سمودیا گیا ہے جن سے آگہی ہر مسلمان مرد و زن کے لیے ضروری ہے۔ دل میں یہ امنگ پیدا ہوئی کہ کتابچے کی اہمیت کے پیش نظر اس پر مزید کام کروا کر اسے شائع کیا جائے، لہذا ادارے کے ریسرچ فیلو حافظ عبید الرحمن شفیق نے ترجمہ کی تصحیح و تصحیح



کے ساتھ انتہائی جان فشانی سے تحقیق بھی کی جس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

کتاب کی کمپوزنگ جناب محمد ذیشان مشتاق نے کی اور جناب عمران ندیم صاحب نے خوبصورت سرورق بنا کر کتاب کے ظاہری حسن میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ اللہم زد فزد

آخر میں باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی طرح اپنے دین کی خدمت کرنے کی مزید ہمت بخشے اور اسے ہمارے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد زور محمد

## پیش لفظ

بقلم الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على عبده ورسوله

المصطفى، وعلى آله وصحبه ومن والاه، أما بعد:

عورت کے لیے پردہ اسلامی شریعت کا ایک واضح حکم ہے اور اس کا مقصد بھی بالکل واضح ہے۔ اسلام نے انسانی فطرت کے عین مطابق یہ فیصلہ کیا ہے کہ عورت اور مرد کے تعلقات پاکیزگی، صفائی اور ذمہ داری کی بنیادوں پر استوار ہوں۔ اور اس میں کہیں کوئی خلل نہ آنے پائے۔

اس لیے اس نے زنا اور اس کے اسباب و دواعی پر مکمل قدغن لگائی ہے، کیونکہ یہ تکمیل خواہشات کا خالص حیوانی ذریعہ ہے۔ جس میں طہارت اور ذمہ داری کی ادنیٰ سی بھی جھلک موجود نہیں، بلکہ یہ جسمانی اور روحانی آفات کا سرچشمہ ہے۔

- اسلام نے زنا کی اس برائی کے سد باب کے لیے تین تدبیریں اختیار کی ہیں۔
- ① ربانی ارشاد و ہدایت اور نبوی وعظ و تذکیر، اس کا بیان کتاب اللہ کی آیات اور سنت رسول ﷺ کے مختلف ابواب میں نہایت موثر اور بلیغ انداز سے موجود ہے، کہیں عفت و عصمت پر بہترین اجر و انعام کا ذکر ہے تو کہیں فحش کاری پر وعید شدید۔
  - ② حدود اور سزائیں جس کے تحت غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے اور شادی شدہ زانی کو سنگ سار کرنے کا انتہائی شدید ترین حکم ہے۔

③ غیر محرم مرد و عورت کی ایک دوسرے سے مکمل علیحدگی اور ان کے باہمی اختلاط پر دو ٹوک پابندی۔ اسی پابندی کا حصہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر نکلنا اور اجنبی مردوں کے سامنے سے گزرنا پڑے تو وہ پردہ کر لے۔

چونکہ چہرہ حسن و قبح کا اصل معیار ہے اور اس پر ابھرنے والے تاثرات دلی جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اور نگاہ پیغام رسانی کا کام انجام دیتی ہے بلکہ خفتہ جذبات و احساسات کو ابھارتی بھی ہے۔ اس لیے پردے کے حکم کا اولین نشانہ یہ ہے کہ چہرہ نگاہوں سے اوجھل رہے اور نگاہ، نگاہ سے ٹکرانے نہ پائے۔

مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ علماء نے سب سے بڑھ کر اسی مسئلہ میں اختلاف کیا ہے اور بہت سے پرجوش لوگوں نے اس بے احتیاطی کو عین منشاء اسلام قرار دیا ہے اور اس کے لیے عجیب و غریب ”دلائل“ پیش کیے ہیں۔ چنانچہ ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ عورت کو حالت نماز میں چہرے اور ہاتھ کھلا رکھنے کی اجازت ہے، انہیں ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا اس لیے یہ دونوں پردے کے دائرے سے خارج ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ بالکل بے تکی دلیل ہے، کیونکہ نماز کی ستر پوشی ایک الگ چیز ہے اور انسانوں سے پردہ الگ چیز۔ بسا اوقات نماز میں ایک چیز کے پردے کا حکم ہے مگر انسانوں سے اس کے پردے کا حکم نہیں۔ مثلاً مرد کو نماز میں کندھے ڈھانپنے کا حکم ہے، مگر انسانوں کے سامنے نہیں۔ بس اسی کے برعکس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں ایک چیز کے پردے کا حکم نہ ہو اور انسانوں کے سامنے ہو۔ درحقیقت نماز میں ستر کا حکم کچھ اور مقاصد رکھتا ہے اور انسانوں سے پردے کا حکم کچھ اور ہی مقاصد رکھتا ہے۔ لہذا انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

پیش نظر رسالہ میں، جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریروں سے مقتبس ہے۔ اس میں مذکورہ نکتہ بڑے مدلل اور جامع انداز سے بیان کیا گیا ہے اور جیسا کہ امام موصوف کی علمی بیکرانی کا خاص اور معروف انداز ہے، یہ بیان اپنے دامن میں دوسرے بہت سے بے بہا علمی افادات کے ہیرنے، جواہرات بھی لیے ہوئے ہے جن سے استفادے کے لیے دیدہ ریزی مطلوب ہے۔ توقع ہے کہ یہ رسالہ قارئین کے لیے اس مسئلہ میں مشعل راہ ثابت ہوگا۔

وبیہ اللہ التوفیق

صفی الرحمن مبارکپوری (مدظلہ)

مرکز خدمۃ السنۃ والسیرة النبویۃ

الجامعۃ الاسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ

## ستر کا بیان

اس سے مراد وہ لباس ہے جو نماز کے وقت اختیار کیا جاتا ہے، جسے فقہاء ”نماز میں ستر کا بیان“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ فقہاء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نماز میں جو اعضاء چھپانے ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جنہیں عام طور پر دوسروں کی نظروں سے چھپایا جاتا ہے، یعنی جسے عام شرعی اصطلاح میں ”ستر“ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے نماز میں ستر کی حد و درج ذیل آیت سے لی ہیں۔ ❁

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ ❁

”یعنی عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ ❁

”اور اپنی زینت کو اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور کے سامنے ظاہر نہ کریں۔“

ظاہری زینت کی تفسیر میں سلف کے دو قول ہیں۔

❁ ستر سے مراد انسانی جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اور

عورت کا ”ستر“ چہرے اور ہاتھ کے علاوہ سارا جسم ہے۔

❁ ۲۴/النور: ۳۱۔ ❁ ۲۴/النور: ۳۱۔

① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد صرف ظاہری کپڑے وغیرہ ہیں۔

② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ میں موجود ظاہری زینتیں ہیں جیسے سرمہ، انگوٹھی وغیرہ۔

ان دو مختلف تفاسیر کی بنا پر غیر محرم عورت کے چہرے اور ہاتھ کو دیکھنے کے حوالے سے فقہاء کی رائے بھی مختلف ہے: بعض فقہاء کی رائے ہے کہ بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ایک قول کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف ہے۔ جبکہ بعض دوسرے فقہاء مطلق طور پر نامحرم عورت کی طرف دیکھنا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب یہی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عورت پوری کی پوری ستر ہے حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی چھپانے کی چیز ہیں اور امام مالک بھی اسی رائے کے قائل ہیں:

### ظاہری اور باطنی زینت

معاملے کی اصل حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورتوں کو دو قسم کی زینتوں سے نوازا ہے۔ ایک ظاہری زینت اور دوسری باطنی زینت۔ محرم اور شوہروں کے علاوہ عام آدمیوں کے سامنے ظاہری زینت کے اظہار کی اجازت ہے۔ البتہ باطنی زینت صرف شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے ہی ظاہر کی جاسکتی ہے۔

آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے عورتوں کو بغیر چادر اوڑھے باہر نکلنے کی اجازت تھی اور مردان کے چہرے اور ہاتھ دیکھ سکتے تھے، اس وقت عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھ کھلے رکھنا جائز تھا۔ جس کے سبب مردوں کا ان کو دیکھنا بھی جائز تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی تو مسلمان عورتیں غیر محرم مردوں

سے پردہ کرنے لگیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ وَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ﴾ ❁

”اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح

کیا تھا۔ ❁

❁ ۳۳/ الاحزاب: ۵۹۔

❁ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت مذکورہ بالا آیت نازل نہیں ہوئی بلکہ اس وقت جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بيوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظِيرِهَا إِلَيْهِ ۗ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۗ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤَازِرُ النَّبِيَّ فَيَسْتَجِبْ مِنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَسْتَجِبُ مِنَ الْحَقِّ ۗ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۗ﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۵۳) ”اے اہل ایمان! نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو۔ ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو جاؤ لیکن اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو بلکہ بلایا جائے تو جاؤ اور کھانے کے بعد بکھر جاؤ۔ کسی بات کی دلچسپی میں نہ لگو کیونکہ اس سے نبی ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ شرم کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ اور جب اہمات المؤمنین سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله (لا تَدْخُلُوا بيوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ.....) ح: ۴۷۹۱، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب واثبات الولیمة العرس ح: ۱۴۲۸۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آیت مصنف رضی اللہ عنہ سے یا کاتب سے ساقط ہوئی اور یہی دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔

تو اس وقت نبی ﷺ نے پردہ لٹکا دیا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کو دیکھنے سے منع فرما دیا۔ ❁

غزوہ خیبر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے منتخب فرمایا تو صحابہ کرام آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اگر آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المؤمنین میں سے ہیں ورنہ لوندی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی میں گوشت اور روٹی کا دلیرہ کیا تو مجھے لوگوں کو کھانے پر بلانے کے لیے بھیجا، لوگ جماعت در جماعت آئے اور کھا کر واپس چلے گئے حتیٰ کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہ بچا جسے میں بلاتا۔ آپ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جسے کھانے پر بلایا جائے، آپ نے دسترخوان اٹھانے کا حکم دیا، لیکن تین شخص بیٹھے باتیں کرتے رہے، آپ ﷺ وہاں سے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تک تشریف لے گئے، آپ نے سلام کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور عرض گزار ہوئیں کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیا پایا، اللہ آپ پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ اس طرح آپ نے یکے بعد دیگرے اپنی تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا چکر لگایا اور ہر ایک نے وہی کچھ کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ پھر واپس ہوئے اور دیکھا کہ ابھی تک وہ تینوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ بہت ہی شرمیلے تھے، آپ پھر یہاں سے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ معلوم نہیں میں نے آپ کو بتلایا یا کسی اور ذریعے سے آپ کو ان لوگوں کے نکل جانے کی اطلاع ملی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے اور ابھی آپ نے اپنا ایک پاؤں دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ میرے اور اپنے بیچ میں آپ نے پردہ لٹکا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب لا تدخلوا بیوت النبی إلا ان یؤذن لکم ۴۷۹۳، صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب: ح: ۱۴۲۸۔



پردہ کرادیا۔ ❁

اللہ تعالیٰ یہ حکم صادر فرمانے کے بعد کہ امہات المؤمنین سے جب بھی کوئی چیز طلب کی جائے تو پردہ کے اوٹ سے طلب کی جائے اور آپ ﷺ کی بیویاں، بچیاں اور مسلمانوں کی عورتیں اپنی چادر کا گھونگھٹ لٹکا لیا کریں۔ مسلمان عورتوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا۔ (چادر کے لیے یہاں لفظ ”جلباب“ استعمال کیا گیا ہے)۔

”جلباب“ سے مراد وہ کپڑا ہے جو سر سمیٹ پورے بدن کو ڈھک لے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جلباب کی تفسیر ”رداء“ یعنی چادر سے کی ہے جسے عام زبان میں ازار کہا جاتا ہے۔ یعنی اتنی بڑی چادر جو سر اور باقی بدن کو ڈھک لے۔

گھونگھٹ لٹکانے کی تفسیر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ کی ہے کہ عورت اپنی چادر کو سر سے اس طرح لٹکائے کہ اس کی صرف آنکھیں ظاہر ہوں۔ نقاب بھی اس سے ملتی جلتی چیز ہے۔ حدیث میں ہے:

❁ یہ ایک لمبی حدیث ہے جسے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح البخاری میں نقل کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اللہ کے رسول ﷺ خیر اور مدینہ منورہ کے بیچ تین دن تک قیام پذیر رہے اور وہیں پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس رکھتے کی گئیں۔ میں نے مسلمانوں کو ولیمہ پر بلایا، اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی وغیرہ کا انتظام نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا جس پر کچھ سمجھو، گھی اور پنیر وغیرہ ڈال دیا گیا اور یہی اس دن کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے آپس میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق قیاس آرائیاں کیں کہ یہ امہات المؤمنین سے ہیں یا لونڈی ہیں؟ پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المؤمنین سے ہیں ورنہ لونڈی۔ جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کے اور لوگوں کے بیچ پردہ کھینچ لیا۔ صحیح البخاری: کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری ج: ۵۰۸۵، صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقہ امۃ ثم بتزوجہا ج: ۱۳۶۵۔

﴿أَنَّ الْمُحْرِمَةَ لَا تَنْتَقِبُ وَلَا تَلْبَسُ الْقَفَازِينَ﴾ ❁

”حالت احرام میں عورت نہ نقاب پہنے اور نہ دستا نہ ہی استعمال کرے۔“

لہذا جب عورتوں کو ”جلباب“ یعنی لمبی چادر اوڑھنے کا حکم اس لیے تھا کہ وہ پہچانی نہ جا سکیں، سو یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک عورتیں چہرہ نہ چھپائیں یا نقاب نہ کریں، نتیجتاً یہ بات از خود عیاں ہو جاتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا تعلق اس باطنی زینت سے ہے جس کو نامحرم اجنبی حضرات سے چھپانے کا حکم ہے۔

لہذا نامحرم اجنبی مردوں کے لیے عورت کے صرف ظاہری کپڑوں کے دیکھنے کی حلت باقی رہ جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی آخری کڑی کا ذکر کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسئلہ کے ابتدائی مرحلے کا۔ ❁

عورت کا اپنے غلام سے پردہ

اسی بنیاد پر لفظ ﴿أَوْ نَسَاءَهُنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ﴾ ”ایک مسلمان عورت

❁ صحیح البخاری: کتاب جزاء الصید، باب ما ینہی من الطیب للمحرم والمحرمة، عن عبد اللہ بن عمر: ۱۸۳۸۔

❁ شیخ الاسلام یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ الاما ظہر منها کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف ظاہری کپڑوں کا اظہار مراد لیتے ہیں جب کہ حضرت عبد اللہ بن عباس ہاتھ اور چہرہ۔ ظاہری طور پر یہ دونوں اقوال ایک دوسرے کے مخالف نظر آتے ہیں لیکن امر واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں عورتوں کو چہرہ اور ہاتھ چھپانے کا حکم نہ تھا لیکن بعد میں آیت حجاب نازل ہوئی اور عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم ہوا۔

لہذا اس تصریح کے پیش نظر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے دوسرا حکم جو کہ ناخ ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے پہلا حکم جو منسوخ ہو چکا ہے اس کا ذکر کر دیا لہذا اب کوئی تعارض باقی

نہ رہا۔

دوسری مسلمان عورتوں اور اپنے زر خرید غلاموں کے سامنے بھی زینت کو ظاہر کر سکتی ہے۔۔۔ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت اپنے غلام کے سامنے اپنی باطنی زینت ظاہر کر سکتی ہے۔ اس بارے میں علما کے دو قول ہیں:

① ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ﴾ سے مراد لونڈیاں یا اہل کتاب لونڈیاں ہیں۔ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ وغیرہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

② اس سے مراد مرد غلام ہیں۔ یہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے اور یہی امام شافعی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا مذہب ہے، امام احمد رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت بھی یہی منقول ہے۔ اس تفسیر کا تقاضا ہے کہ غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔

اس بارے میں متعدد حدیثیں ﷺ بھی موجود ہیں (جس سے اس بات کا جواز ملتا ہے کہ عورت کا غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے) اور یہ اجازت صرف ضرورت کے پیش نظر ہے۔ کیونکہ عورت کو گواہ، مزدور اور شادی کا پیغام دینے والے سے کہیں

✽ مثلاً حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت کہ ”أَنَّ النَّبِيَّ أُمَّي فَاطِمَةَ بَعْدَ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رضي الله عنها ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رَجُلِيهَا وَإِذَا غَطَّتْ رَجُلِيهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا تَلَقَى قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ - إِنَّمَا هُوَ أَبُوكَ وَ غَلَامُكَ.“ ”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کر آئے، جسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر ایک چادر تھی جب اس سے اپنے سر کو چھپاتیں تو ہیر کھل جاتے اور پیروں کو چھپاتیں تو آپ کا سر نگارہ جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہارا غلام ہے۔ سنن أبی داود: کتاب اللباس، باب العبد ينظر الى شعر مولاته: ۱۰۶۔

زیادہ اپنے غلام سے ہم کلام ہونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہذا جب ان اشخاص کا عورت کو بوقت ضرورت دیکھنا جائز ہے تو غلام کے لیے دیکھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا۔ \* لیکن اس دلیل سے اس بات کا جواز کسی طور پر درست نہیں کہ غلام اپنی مالکہ کا محرم بھی بن سکتا ہے جس کے ساتھ وہ سفر وغیرہ کر سکتی ہے جس طرح بوڑھے اجنبی مرد سے پردہ تو ضروری نہیں لیکن وہ عورت کے لیے محرم کی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ ان کے ساتھ سفر بھی جائز ہو۔

لہذا یہ بات کسی طرح درست نہیں کہ جس کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہو اس کے ساتھ سفر اور اس سے خلوت و تنہائی بھی جائز ہے بلکہ عورت کا غلام صرف بوقت ضرورت اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔ البتہ نہ تو اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے اور نہ خلوت و تنہائی میں اس سے مل ہی سکتا ہے کیونکہ غلام کو نبی کریم ﷺ کے درج ذیل فرمان کے تحت محرم شمار نہیں کیا جاسکتا:

((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ ذِي مَحْرَمٍ)) \*  
 ”کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے سفر نہ کرے۔“

\* بوقت ضرورت عورت غلام کو مخاطب کر سکتی ہے کیونکہ گواہ بوقت گواہی عورت کا چہرہ دیکھ سکتا ہے، منگنی کے وقت منگنی کرنے والا بھی اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ سکتا ہے لہذا جب ایسی کبھی کبھار پیش آنے والی ضرورتوں کے پیش نظر عورت کو شریعت نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اپنے چہرے کو کھول سکتی ہے تو ہمہ وقت درپیش ضرورت کے لیے بدرجہ اولیٰ چہرہ کھولنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

\* صحیح البخاری: کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة، باب مسجد بیت المقدس نحوه: ۱۱۹۷؛ صحیح مسلم کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج أو غیره: ۸۲۷۔

غلام اگر آزاد ہو جائے تو اس کی مالکہ اس سے نکاح کر سکتی ہے جس طرح کہ بہن کا شوہر ایک بہن کو طلاق دے دے تو دوسری بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور محرم تو وہ ہوتا ہے جس پر وہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

اس لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ عورت کا اپنے غلام کے ساتھ سفر کرنا ہلاکت ہے۔

آیت مذکورہ میں اظہار زینت کی اجازت صرف محرم رشتہ داروں اور بعض غیر محرم دونوں کے لیے ہے لیکن حدیث میں سفر کی اجازت صرف محرم رشتہ داروں اور شوہر کے ساتھ خاص ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ﴾ ❁

”یعنی عورت اپنی عورتوں یا غلاموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَابَةِ﴾ ❁

”یعنی مسلمان عورتیں اپنی زینت جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے سامنے بھی ظاہر کر سکتی ہیں۔“

لیکن اپنے غلام، مسلمان عورتوں اور جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتیں۔

مسلمان عورت کا مشرک اور کافر عورت سے پردہ ارشاد باری تعالیٰ ﴿أَوْ نِسَاءَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں مفسرین کافر اور مشرک عورت کو شامل نہیں کرتے یعنی مسلمان عورت کی دایہ مشرک عورت نہیں بن سکتی اور نہ مشرک عورت مومن عورت کے ساتھ حمام میں داخل ہو سکتی ہے۔ ❁

یہودی عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھیں اور ان کے چہرے اور ہاتھوں وغیرہ کو دیکھا کرتی تھیں، البتہ مردوں کو اس کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ چہرہ اور ہاتھ اہل کتاب ذمی عورتوں کے حق میں زینت ظاہرہ شمار ہوں گے، البتہ اہل کتاب ذمی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ مسلمان عورتوں کی باطنی پوشیدہ زینت کو دیکھے۔ زینت کے ظاہر کرنے اور چھپانے کا معیار یہی ہے کہ عورت کسی کے لیے بھی صرف وہی زینت ظاہر کر سکتی ہے جس کا اظہار کرنا اس کے لیے جائز ہے۔

❁ علامہ البانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿نِسَاءَهُنَّ﴾ کی یہی تفسیر صحیح ہے جو سلف صالحین سے بغیر کسی اختلاف کے مروی ہے کہ اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں نہ کہ کافر عورتیں۔ دیکھئے: زاد المسیر: ۱۳۲/۶۔

بعض ہم عصر فضلاء کی یہ تفسیر کہ اس سے نیک سیرت و نیک خصلت عورتیں مراد ہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر، ایک نئی تفسیر ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر سلف کے خلاف ہے اور عربی اسلوب کلام سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ﴿نِسَاءَهُنَّ﴾ میں اضافت مسلمان عورتوں کی طرف کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اپنے قرابت داروں کے سامنے اپنی باطنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے اور بالخصوص شوہر کے سامنے تو ہر ایسی زینت کا اظہار کرے گی جس کا اظہار اپنے محرم اور قریبی رشتہ داروں کے سامنے بھی نہیں کر سکتی۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْفَيْنَ عَلَيْهِنَّ﴾ یعنی اپنے دوپٹوں کو اپنے گریبان پر ڈال لیں۔ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنی گردن چھپا کر رکھے گی۔ چنانچہ گردن ظاہری زینت کے بجائے باطنی زینت میں شمار ہوگی اور یہی حکم ہمارا دوسرے زیورات کا بھی ہے۔ (حجاب المرأة المسلمة)

یعنی عام حالات میں بھی عورت اپنی ظاہری زینت کے علاوہ اپنا باقی جسم دوسری عورت سے چھپائے گی، لیکن اگر کسی شرعی عارضہ جیسے علاج، ولادت اور دیگر ضروریات کی بنا پر اپنا خفیہ ستر کھولنا پڑ جائے تو اس میں بھی مسلمان عورت کا انتخاب کرنا چاہیے۔

مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ پچھلے صفحات میں مردوں سے عورتوں کے پردے کے متعلق تفصیل بیان ہوئی ہے۔ باقی رہا مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ تو اس کا تعلق خاص شرمگاہ سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ)) ❁

”کوئی مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کو اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔“

نیز فرمایا:

((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا عَنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرِيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرِيَنَّهَا قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَعَى مِنْهُ)) ❁

❁ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب تحريم النظر الى العورات: ۳۳۸۔

❁ (حسن) سنن ابی ابوداؤد، کتاب الحمام، باب ماجاء في التعري: ۴۰۱۷؛ سنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء في حفظه العورة: ۲۷۶۹۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں مختصراً اور معلتاً ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب من اغتسل عرباناً وحده في خلوة، حدیث: ۲۷۸۔

”ابنی بیوی اور لونڈی کے سوا اپنی شرمگاہ کو ہر ایک سے محفوظ رکھو۔ صحابی کہتے ہیں میں نے کہا: اگر لوگوں کی بھیڑ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ حتی الامکان کوشش کرو کہ کوئی تمہاری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔ صحابی نے دوبارہ عرض کیا: اگر کوئی تنہا ہو تو؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُفْضِيَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي تَوْبٍ

وَاحِدٍ وَالْمَرْأَةَ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ)) ❁

”کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ ہو اور نہ کوئی

عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں ہو۔“

اور بچوں سے متعلق فرمایا:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ لَسَبْعٍ وَأَضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ وَ

فَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) ❁

”جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور دس سال کے

ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستروں کو ایک دوسرے

سے علیحدہ کر دو۔“

❁ مذکورہ حدیث میں نہی رَسُولُ اللَّهِ ﷺ کے الفاظ ثابت نہیں البتہ مذکورہ حدیث لایفظی کے الفاظ سے مسلم میں موجود ہے، دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب تحريم النظر الى العورات : ۳۳۸؛ غالباً امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ الفاظ معنایان کیے ہیں۔

❁ (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، بات متی بومر الغلام بالصلاة، ح:



مذکورہ بالا احادیث سے اپنے ہم جنس افراد کی شرم گاہ دیکھنے اور چھونے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ فعل انتہائی فحاشی اور بے حیائی پر مبنی ہے۔ باقی رہی مردوں کے لیے عورتوں اور عورتوں کے لیے مردوں کی شرم گاہ دیکھنے اور چھونے کی ممانعت، تو اس میں اصل قباحت جنسی خواہشات کا برا بیچتہ ہونا ہے۔ (یعنی مرد اگر عورت کی شرم گاہ کو یا عورت مرد کی شرم گاہ کو دیکھے تو اس سے فطرۃ شہوت ابھرتی ہے) لہذا عام حالات میں یہ دو قسمیں ہوں گی:

- ① مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے ستر پوشی کرنا۔
- ② مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے ستر پوشی کرنا۔

### حالت نماز میں مرد اور عورت کا لباس

ستر پوشی کی ایک تیسری قسم بھی ہے جس کا تعلق خاص حالت نماز سے ہے کیونکہ عورت اگر تنہائی میں نماز پڑھے تب بھی اسے چادر اور سننے کا حکم ہے۔ جبکہ حالت نماز کے علاوہ اپنے گھر کے اندر جہاں اجنبی مرد نہ ہوں اپنے سر کو کھلا رکھ سکتی ہے۔ نماز کی حالت میں زینت کا اختیار یعنی ستر پوشی باری تعالیٰ کا حق ہے لہذا یہ امر کسی صورت جائز نہیں کہ کوئی بیت اللہ کا طواف یا نماز برہنہ حالت میں ادا کرے خواہ وہ رات کی تاریکی میں تن تنہا ہی کیوں نہ ہو معلوم ہوا کہ نماز میں زینت کا اختیار، یعنی عورت کی ستر پوشی، لوگوں سے پردہ کے لیے نہیں بلکہ رب العالمین کا حق ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ يَعْنِي اللَّهُ كَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّ ارشاد فرمایا کہ کسی بالغ عورت کی نماز بغیر اور یعنی کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

(صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب المرأة تصلى بغير خمار، ح: ٦٤٣؛ سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی لا تقبل صلاة المرأة الا بخمار، ح: ٣٧٧۔

اسی وجہ سے نمازی حالت نماز میں اپنے جسم کا وہ حصہ چھپائے گا جسے عام طور پر نماز کے علاوہ ظاہر کرنا جائز ہے۔

مثلاً دونوں کندھے، رسول ﷺ نے مرد اپنے کندھوں کو ڈھکے بغیر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ❁ یہ حکم نماز میں باری تعالیٰ کے حق کی بنا پر ہے جبکہ مرد حضرات نماز کے علاوہ کندھے ننگے رکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح آزاد عورت نماز میں دوپٹہ اوڑھے گی جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِحِمَارٍ)) ❁  
 ”یعنی کسی بالغ عورت کی نماز اللہ تعالیٰ بغیر دوپٹے کے قبول نہیں فرماتا۔“

❁ صحیحین میں یہ روایت ان الفاظ میں مروی ہے: ”لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ“ تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو۔ صحیح البخاری: کتاب الصلاة، باب اذا صلى في ثوب واحد؛ ۳۵۹؛ صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد و صفة لبسه: ۵۱۶۔

❁ مذکورہ حدیث کی تخریج سنن ابوداؤد اور سنن الترمذی کے حوالے سے قریب ہی گزر چکی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے عموم کے لحاظ سے آزاد اور لونڈی ہر ایک کے لیے یکساں حکم رکھتی ہے دونوں میں تفریق کی کوئی دلیل نہیں، چنانچہ آزاد عورت اور لونڈی میں فرق کرنا صحیح نہیں، جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔ اس تفریق کی کوئی دلیل مجھے شریعت میں نہیں مل سکی۔ اس کے برعکس یہ ضرور مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: ”إِخْتَمِرِي“ یعنی چادر اوڑھ لو، اس حدیث کا حوالہ میری کتاب ”حجاب المرأة“ صفحہ ۳۵ دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ حدیث اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی دونوں ہی چادر اوڑھیں گی۔ اور حدیث مذکورہ بالعموم حکم کی تائید کرتی ہے۔

حالانکہ اس کے لیے اپنے شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے اوڑھنی یا دوپٹے کا اوڑھنا ضروری نہیں ہے کیونکہ عورت زینت باطنہ کا اظہار اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کر سکتی ہے۔ جب کہ حالت نماز میں یہ حکم عام ہے چاہے محرم رشتہ دار ہوں یا غیر محرم (اور چاہے صرف عورتوں کے سامنے ہی نماز کیوں نہ پڑ رہی ہو) سر کا کھلا رکھنا جائز نہیں۔ اس کے برعکس صحیح موقف کے مطابق ابتدائے اسلام میں اجنبی لوگوں کے حکم سامنے ہاتھ چہرہ اور پاؤں وغیرہ ظاہر کرنے کی اجازت تھی لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا، اب صرف اپنی ظاہری زینت یعنی صرف کپڑے وغیرہ ظاہر کر سکتی ہے۔

البتہ حالت نماز میں اس بات پر اتفاق ہے کہ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔ حالانکہ چہرے کا شمار پوشیدہ زینت میں ہوتا ہے اس کے باوجود دوران نماز کھلا رکھنا بالاجماع جائز ہے۔ اسی طرح جمہور علماء امام شافعی، امام ابوحنیفہ وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت نماز میں دونوں ہاتھوں کو بھی کھلا رکھ سکتی ہے، البتہ امام احمد رحمہم اللہ کے دوقول ہیں، ایک یہی ہے اور ایک اس کے خلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک دونوں پاؤں کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مسلک زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پاؤں اور زینت ظاہرہ قرار دیا ہے، چنانچہ آپ نے آیت ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد ”فتح“ ہے اور ”فتح“ چاندی کے اس چھلے کو کہتے ہیں جسے عورتیں پاؤں کی انگلی میں پہنتی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم نے اپنی تصحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں پہلے ہاتھوں اور چہروں کی طرح اپنے قدموں کو بھی کھلا رکھتی تھیں۔ البتہ باہر نکلتے وقت وہ اپنے دامن کو تو ضرور لٹکا لیتیں لیکن چلتے وقت بسا اوقات ان کا پاؤں نظر آجاتا تھا کیونکہ عاداتاً وہ جوتے یا موزے

استعمال نہیں کرتی تھیں، اور حالت نماز میں ان کا ڈھکنا شدید تکلیف کا باعث ہے۔ خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر عورت کا کپڑا اتنا وسیع ہو کہ پاؤں کے اوپر والے حصے کو ڈھانپ لے تو کیا اس میں وہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ ❁

ظاہر ہے کہ جب وہ سجدہ کرے گی تو اس کے پاؤں کا نچلا حصہ نظر آ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نص اور اجماع سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ عورت اگر گھر میں نماز پڑھے تو اس کے لیے جلباب کا استعمال ضروری نہیں ہے اور جلباب سے مراد وہ کشادہ چادر ہے جو عورت کے پورے بدن کو چھپاتی ہو، بلکہ جلباب صرف اسی صورت میں ضروری ہے جبکہ وہ گھر سے باہر نکلے، گھر میں نماز پڑھتے ہوئے اگر عورت کا ہاتھ، پیر اور چہرہ کھلا رہے تو یہ جائز ہے، جیسا کہ آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان خواتین اسی حالت میں باہر نکالتی تھیں۔ لہذا نماز کا ستر وہ نہیں ہے جو نظر کا ستر ہے۔ اور نظر کا ستر وہ نہیں ہے جو نماز کا ستر ہے۔ خود عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کپڑوں ہی کو زینت ظاہرہ قرار دیا تو یہ نہیں فرمایا کہ عورت پوری کی پوری پردے کی چیز ہے حتیٰ کہ اس کا ناخن بھی حکم پردہ میں شامل ہے، بلکہ یہ تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ

❁ (ضعیف) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی کم تصلی المرءة، ح: ۶۳۹؛ مذکورہ حدیث کی سند میں ابن محمد بن زید مجہول ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں مذکورہ حدیث مروفا اور موثوقاً دونوں طرح مروی ہے، لیکن تمام اسناد ضعیف ہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد بن زید بن قنفذ کی ماں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ کون کون سے کپڑے ہیں جن میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنی اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے اور اپنے مہائے میں نماز پڑھ سکتی ہے بشرطیکہ پاؤں کا اوپری حصہ چھپا ہوا ہو۔

الموطا: کتاب الصلاة، باب الرخصة صلاة المرأة في الدرع والخمار: ۴۳/۱؛ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب فی کم تصلی المرءة: ۶۳۹۔

عورت نماز میں اپنے ناخن کو بھی چھپائے گی، فقہاء کرام کا پردہ کے احکام کو ”باب ستر العورة“۔ ”قابل پردہ حصہ کو چھپانے کا بیان“ سے موسوم کرنا کہ جن اعضاء کو نمازی دوران نماز چھپاتا ہے وہ پردہ میں بھی شمار ہوں گے۔ یہ ان کی ذاتی تشریح ہے یہ نہ تو آپ کے الفاظ ہیں اور نہ قرآن و سنت ہی میں کہیں ایسا حکم وارد ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُدِّثُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ❁

”مسجد کی حاضری کے وقت اپنی زینت (لباس) استعمال کرو۔“

رسول اللہ ﷺ نے برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع فرمایا ہے۔

لہذا نماز بدرجہ اولیٰ برہنہ ہو کر نہیں پڑھی جاسکتی۔ ❁

اسی لیے جب آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کا حکم دریافت کیا گیا تو

آپ نے فرمایا:

﴿أَوْ لِكَلِّكُمْ ثَوْبَانِ﴾ ❁

”یعنی کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔“

اور ایک کپڑے میں نماز سے متعلق فرمایا:

﴿إِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ﴾ ❁

❁ ۷/الاعراف: ۳۱

❁ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب ما یستر من العورة، ح ۳۶۹؛ صحیح

مسلم؛ کتاب الحج، باب لا یحج بالبیث مشرک ولا یطوف عربان... ح: ۱۳۴۷۔

❁ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة، فی الثوب الواحد: ۳۵۷؛ صحیح

مسند، ثنات الصلاة، باب الصلاة، فی ثوب واحد؛ ۵۱۵۔

❁ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب اذا کان الثوب ضیقاً: ۳۶۱۔

”اگر کپڑا کشادہ ہے تو اس کو لپیٹ لو اور اگر چھوٹا ہے تو تہبند باندھ لو۔“

اسی طرح ایک کپڑے میں کندھا ننگا رکھتے ہوئے نماز پڑھنے سے منع فرمایا: ❁  
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حالت نماز اور غیر نماز کے پردے میں فرق ہے اسی لیے نماز میں ستر یعنی ران وغیرہ کو چھپانے کا حکم ہے، جب کہ حالت نماز کے علاوہ عام حالات میں ران وغیرہ کا چھپانا ضروری نہیں جیسا کہ امام احمد کے ایک موقف کے مطابق مرد کا ستر صرف قبل و دربر (پیشاب و پاخانہ کی جگہ) ہے۔ امام احمد کے مذکورہ قول کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کی ران دیکھنے کی اجازت ہے، حالت نماز اور طواف کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے خواہ رانیں حدود ستر میں شامل ہوں یا نہ ہوں، بہر حال کسی شخص کو ران کھول کر نماز پڑھنے اور برہنہ ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے اور وہ کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار بنا لے اور کشادہ ہو تو اس میں لپیٹ جائے۔ اسی طرح اگر وہ گھر میں تن تنہا پڑھ رہا ہو تو بھی باتفاق علماء ستر پوشی کرنا واجب ہے۔

ازار کی موجودگی میں ران کھول کر نماز پڑھنا کسی صورت میں مرد کے لیے جائز نہیں۔ اور نہ ہی اس مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ جن لوگوں نے حدود ستر کی تحدید سے متعلق دونوں روایتوں کی بنیاد پر اختلاف کیا ہے جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے تو یہ ان کی صریح غلطی ہے۔ یہ نہ تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور نہ ہی کسی

❁ ((لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ)) ”تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کپڑے کا کوئی حصہ کندھے پر نہ ہو۔“ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب اذا صلى في الثوب الواحد: ۳۵۹، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد: ۵۱۶۔

دوسرے امام کا کہ نمازی ایسی حالت میں (یعنی کھلی ران کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حالت نماز میں کندھوں کے ڈھکنے کا تو حکم دیں اور ران کھلی رکھنے کی اجازت دے دیں۔ ❁

ہاں! اس مسئلے میں اختلاف ضرور ہے کہ آدمی جب اکیلا ہو تو اس پر ستر کا چھپانا واجب ہے یا نہیں؟ لیکن کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنے کے واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ باتفاق علماء لباس کی موجودگی میں برہنہ حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دوسرے ائمہ کی رائے ہے کہ جہاں کہیں صرف تنگے ہی مرد ہوں تو ان کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے ان کا امام صف کے درمیان میں کسی ایسی جگہ جہاں عام مرد برہنہ حالت میں ہوں۔ یہ حکم حالت نماز کے ساتھ خاص ہے۔ اس قدر پردہ پوشی کا خیال صرف و صرف نماز کی اہمیت کے پیش نظر ہے، نہ کہ نظر کی وجہ سے۔ چنانچہ جب بہز بن حکیم کے دادا حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر ہم اکیلے رہیں تب بھی ستر پوشی کا خیال رکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَجْعَلَ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)) ❁

❁ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں حاشیہ لگاتے ہیں کہ مناسب ہے کہ بچوں کو ایسے سن آداب سکھائے جائیں۔ والدین کے لیے کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے بچوں کو (خاص کر اس وقت جب کہ وہ تیز کو پہنچ جائیں) جانگھیا (ہاف پینٹ) پہنائیں اور اسی حالت میں انہیں مسجد بھی لے جائیں۔ چنانچہ مابقی حدیث: ((مُرُوهُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ)) میں ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر نہیں مارو۔ ❁ یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن الترمذی کے حوالے سے گزر چکی ہے۔

”یعنی (لوگوں کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔“

جب عام حالات میں یہ حکم ہے تو حالت نماز میں اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ حق دار ہے کہ اس شرم کی جائے اور اس سے ہم کلامی کے وقت زیادہ زینت و آرائش اختیار کی جائے اس وجہ سے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام نافع کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا ہے تو اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے سامنے آنے کے لیے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ ❁

❁ سنن کبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے مذکورہ قول کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ نافع نے بیان کیا کہ ایک روز جانوروں کو چارہ وغیرہ دینے کی وجہ سے میں جماعت سے پیچھے رہ گیا۔ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کیا میں نے تمہیں دو کپڑے نہیں دیئے تھے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ نے سوال فرمایا کہ کیا میں تمہیں شہر میں کسی آدمی کے پاس بھیجوں تو تم ایسے ہی چلے جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے زینت اختیار کی جائے۔ پھر انہوں نے کہا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرما رہے تھے کہ ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَزَوَّدْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ كَأَشْتِمَالِ الْيَهُودِ)) یعنی جس کے پاس دو کپڑے ہوں اس میں نماز پڑھے اور جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو اسے ازار بنانے اور یہودیوں کی طرح اس میں اپٹ نہ جائے۔ (السنن الکبریٰ: ۲/ ۲۳۶)۔ کچھ الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ یہی روایت صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۳۷۶، رقم: ۷۶۶ میں بھی مروی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ مجھے کسی کتاب میں نہیں مل سکی۔ ہو سکتا ہے کہ نفع سے کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے، ۱ کا، ۱ کا، ۱ کی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی۔ (روندہ علم)



ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سوال ہوا کہ آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) آپ نے جواب دیا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ ❁

اور جس طرح آپ نے نمازی کو پاکیزگی، صفائی اور خوشبو کا حکم دیا ہے، اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

((أَنْ تَتَّخِذَ الْمَسَاجِدَ فِي الْبُيُوتِ وَتَنْظِفَ وَتُطَيِّبَ)) ❁  
 ”یعنی گھروں یا محلوں اور بستیوں میں مسجدیں بنائی جائیں، انہیں صاف ستھرا رکھا جائے اور انہیں معطر کیا جائے۔“

یہاں سے یہ حقیقت از خود منکشف ہو جاتی ہے کہ عام ظروف میں ایک مرد دوسرے مرد سے اور ایک عورت دوسری عورت سے جتنا پردہ کرے گی، اس سے کہیں زیادہ پردے کا اہتمام حالت نماز میں کیا جائے گا۔ اسی لیے عورت کو حالت نماز میں دوپٹہ اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باقی رہا چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پیر تو انہیں کسی بھی اجنبی مرد کے سامنے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے۔ لیکن عورتوں اور محرم مردوں کے سامنے ان کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ یہ اس بنا پر ہے کہ یہ اعضا، ان حدود و ستر میں شامل نہیں ہیں جنہیں مرد کو مردوں سے اور عورت کو عورتوں سے چھپانے کا حکم

❁ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم للكبر و بیانہ: ۹۱۔

❁ سنن ابی داؤد: کتاب الصلاة، باب ماجاء فی اتخاذ المساجد فی اندور، ح: ۴۵۵:

سنن الترمذی، أبواب السفر، باب ما ذکر فی تطیب المساجد، ح: ۵۹۴؛ ملائکہ البانی، مناقب، فرمات ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ہے اور ان کا کھولنا بے حیائی اور بد تمیزی کی بات ہے۔ البتہ یہ اعضاء بڑی برائی کا پیش خیمہ ہیں اور اگر ان کو غیر محرموں کے سامنے ظاہر کرنے سے روک دیا جائے تو فی الواقع بڑی برائیوں سے بچنے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ

اَزْكٰى لَهُمْ ۗ ﴾

”اے نبی آپ مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے خوب ستمرائی ہے۔“

اور آیت حجاب کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ

﴿ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۗ ﴾

”یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔“

درج بالا آیات سے یہ بات خوب عیاں ہو جاتی ہے کہ چہرے اور ہاتھ کے اظہار کی جو ممانعت ہے وہ صرف بڑی برائی کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہے، اس وجہ سے نہیں کہ یہ اعضاء مستقل طور پر حد و ستر میں داخل ہیں، نہ حالت نماز میں اور نہ غیر نماز میں، ویسے بھی یہ بات بعید از قیاس ہے کہ عورتوں کو حالت نماز میں ہاتھوں کے ڈھکنے کا حکم دیا جائے کیونکہ چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ ❁

❁ ۲۴/النور: ۵۳۔

❁ ۲۴/النور: ۳۰۔

❁ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((اِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ فَاِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ وَ اِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْ قَدَمَيْهِ)) یعنی چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں اس لیے جب کوئی سجدے کے لیے اپنا چہرہ زمین پر رکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے اور جب سجدے سے چہرہ اٹھائے تو دونوں ہاتھوں کو بھی اٹھائے۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود: ۸۹۲۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں قمیص پہنتی تھیں اور قمیص پہن کر سب کام کاج انجام دیا کرتی تھیں لہذا جب عورت آنا گوندھتی تھی، یا بیستی تھی، یا روٹی پکاتی تو لامحالہ اپنے ہاتھ کو کھولتی تھی، ان تصریحات کے پیش نظر اگر حالت نماز میں ہاتھوں کا ڈھکنا واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے، اور اسی پر دونوں پیروں کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ آپ نے عورتوں کو قمیص کے ساتھ صرف اوڑھنی کا حکم دیا تھا چنانچہ عورتیں اپنی قمیصوں اور اوڑھنیوں میں نماز پڑھا کرتی تھیں۔

باقی رباوہ کپڑا جسے عورتیں لٹکاتی تھیں اور جس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال بھی ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک باشت لٹکالیں، پھر عورتوں نے عرض کیا کہ اتنے سے تو چلنے میں پنڈلیاں نظر آئیں گی تو آپ نے فرمایا کہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زیادہ نہیں۔ ❁

عمر بن ربیعہ فرماتے ہیں:

كُتِبَ الْقَتْلُ وَالْقِتَالُ عَلَيْنَا وَ عَلَى الْغَانِيَاتِ جَزَّ الذِّيُولِ  
 ”یعنی ہمارے اوپر قتل و قتال فرض ہے اور عورتوں پر اپنے دامن کا گھسیٹنا۔“

❁ سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب اللہ کے رسول ﷺ سے تہبند وغیرہ کے اسباب اور اس کی ممانعت سے متعلق سنا تو سوال کیا کہ کیا اسے اللہ کے رسول ﷺ عورتوں کا ازار کیسے ہونا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چاہیے کہ ایک باشت لٹکالیں (یعنی آدھی پنڈلی سے ایک باشت نیچے تک لٹکائیں) اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تب تو چلنے وقت ان کا قدم کھل جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((ذِرَاعٌ لَا يَزِيدُنَّ عَلَيْه)) یعنی ایک ہاتھ لٹکالیں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب قدر الليل: ۴۱۱۷، سنن النسائی، کتاب الزینة، باب ذیول النساء: ۲۰۹/۸، ملامد البانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

یہ اس وقت کا بیان ہے کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے نکلیں۔ اسی لیے جب آپ سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے دامن کو گندی جگہوں پر گھسیٹی ہوئی آتی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد والی جگہ اس کو پاک کر دے گی۔ ❁

البتہ گھر کے اندر ایسے لمبے دامن والا لباس خواتین نہیں پہنتی تھیں۔ اسی طرح بعد میں عورتوں نے باہر نکلتے وقت اپنی پنڈلیوں کو دھکنے کے لیے موزے کا استعمال شروع کر دیا تھا۔

لہذا جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ایک باشت کپڑا نکالنے کا حکم دیا تو جواب میں عورتوں کا یہ کہنا تھا: اس صورت میں تو پنڈلیاں ظاہر ہوں گی، گویا اصل مقصود پنڈلیاں ہیں نہ کہ پاؤں۔ اور ویسے بھی جب کپڑا انخنوں سے اوپر ہوگا تو تب ہی چلتے وقت پنڈلیاں ظاہر ہوں گی۔!

مسلمان عورتیں اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(( لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ وَ يُبَوِّئُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ )) ❁

❁ ترجمہ: عورتیں مساجدِ اللہ سے روکنا نہ چاہئے تو ایسی عورتیں ہیں جن کو اللہ نے مساجدِ اللہ کے لیے بہتر جگہیں عطا فرمائی ہیں۔ تو ہم کیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ (( يَطْهَرُوهُمَا بَعْدَهُ )) ”انہیں کے بعد والی پاک زمین سے پاک کر دے گی۔“ سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الأذى ليصيب الثوب ۳۸۳، سنن الترمذی، أبواب الطہارۃ، باب ماجاء في الوضوء من الموطأ: ۱۴۳۔

❁ صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب ۱۳: ۹۰۰؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد: ۴۴۲۔

”یعنی اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو لیکن ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔“

گھر بہتر ہونے باوجود مسجد آنے کی صورت میں قمیص کے ساتھ صرف ہوا زہنی اوڑنے کا حکم دیا گیا، جرابوں یا موزے وغیرہ کا حکم نہیں دیا گیا کہ جس سے وہ اپنے پیروں کو چھپائیں اور نہ دستانے وغیرہ کا مکلف بنایا گیا جس سے وہ اپنے ہاتھوں کو چھپائے رکھیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اجنبی مرد نہ ہوں تو نماز میں عورت کے لیے ہاتھ اور پاؤں کا چھپانا واجب نہیں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرشتے پوشیدہ زینت کی طرف نہیں دیکھتے۔ ❁

یعنی جب عورت اپنا دوپٹہ یا قمیص اتار دیتی ہے تو فرشتے اس کی طرف نہیں دیکھتے۔ خلاصہ یہ کہ نماز کے سلسلے میں عورت کو صرف اتنی ہی مقدار یعنی قمیص اور اوڑھنی ہی کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ مرد کو حکم ہے کہ اگر وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس میں اس طرح لپیٹے کہ اپنے کندھے اور حدود ستر کو چھپالے۔

مرد کے دونوں کندھوں کا وہی حکم ہے جو عورت کے سر کا حکم ہے، چنانچہ مرد قمیص پہن کر یا جو کپڑا قمیص کی جگہ پہنا جاسکے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن حالت احرام میں اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے اعضاء جسم کے حساب سے کاٹ کر جو کپڑا سلایا گیا ہو مثلاً قمیص یا چوغہ وغیرہ اس میں نماز پڑھے، جس طرح کہ عورت حالت احرام میں نہ نقاب پہنے گی اور نہ دستانہ ہی پہنے گی، باقی رہا مرد کا سر تو حالت احرام میں وہ اپنے سر کو نہیں چھپائے گا۔

❁ اس تصدق کی سند منقطع ہے اور اسی سے ملحق علی ایک روایت حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے ”الاسابہ“ میں لکھی ہے۔

## حالت احرام میں عورت کا چہرہ ڈھانپنا

احرام میں عورت کے چہرہ سے متعلق امام احمد رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مذہب میں دو قول ہیں:

① وہ مرد کے سر کی طرح ہے، اسے ڈھکا نہیں جائے گا۔

② عورت کا چہرہ مرد کے دونوں ہاتھوں کے حکم میں ہے جسے برقعہ اور نقاب وغیرہ کسی ایسی چیز سے نہیں چھپائے گی جو خاص طور پر چھپانے کے لیے بنائی گئی ہو، یہی قول صحیح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں عورت کو صرف نقاب اور دستانے کے استعمال سے منع فرمایا:

اسی لیے حالت احرام میں عورتیں اپنے چہرے پر بغیر کسی حائل کے مردوں کی نظروں سے بچاؤ کے لیے گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں۔ ❁ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا چہرہ خود ان کے اپنے ہاتھوں اور مردوں کے ہاتھوں کی طرح ہے اور جیسا کہ یہ بات پہلے آچکی ہے کہ عورت پوری کی پوری چھپانے کی چیز ہے اس لیے اسے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپانا ہوگا لیکن ایسے کپڑے سے جو انسانی اعضاء کے مطابق نہ سلا گیا ہو یعنی اسی طرح حالت احرام میں مرد یا جامہ یا شلوار وغیرہ نہ پہنے گا اور نہ ہی تہبند کا استعمال کرے گا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

❁ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں تھے جب لوگ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم گھونگھٹ نکال لیتے اور جب گزر جاتے تو چہرے پر سے کپڑا ہٹا لیتے۔ (ضعیف) سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فی المحرمۃ نغطى وجہها: ۱۸۲۳؛ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک باب المحرمۃ تسدل الثوب علی وجہها: ۲۹۳۵؛ مذہب حدیث کی سند میں یزید بن ابی الزبیر اور ابی نعیم ہے۔

## عورت کے لیے پردے کی حکمت

گزشتہ مفہوم سے متعلق مصنف علیہ الرحمہ نے سورہ نور کی تفسیر میں جو وضاحت کی ہے اس سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

☆ عورت کو بہت سی ایسی چیزوں سے بچانا اور محفوظ رکھنا ضروری ہے جن سے مردوں کو بچانا ضروری نہیں ہے اسی لیے صرف عورت کو پردہ کا حکم دیا گیا اور اظہار زینت و بے پردگی سے روکا گیا ہے، چنانچہ عورتوں کے لیے لباس کے ذریعہ پردہ پوشی کا اہتمام اور گھروں میں سکونت پذیر رہنا ضروری ہے جبکہ مردوں کے لیے یہ بات ضروری نہیں۔ کیونکہ عورتوں کا بے پردہ ہونا فتنہ و فساد کا سبب ہے جبکہ مردان کے نگران ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أَرْجُوهُمْ ۗ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُرُوجِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۗ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۗ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ ۗ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۗ وَ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾

” (اے نبی!) آپ مومن مردوں سے کہیں کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادتی پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے باخبر ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھلائیں۔ بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: اپنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنی عورتوں، اپنے مملوک، وہ زبردست مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے، شرمگاہ کی حفاظت کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور خاص کر عورتوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ وہ پردہ پوشی کا خاص اہتمام کریں، شوہروں اور جن جن رشتہ داروں کو اس آیت میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کریں، البتہ زیب و آرائش کا جو حصہ خود بخود ظاہر ہو جیسے ظاہری لباس وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس میں کوئی اور خرابی نہ ہو، کیونکہ ان کے اظہار کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے



اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔

چہرے کا پردہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مسلک ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ظاہری زینت میں شمار ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے اور علماء کی ایک جماعت جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورتیں ”جلباب“ لٹکا یا کریں یعنی گھونگھٹ نکالا کریں تاکہ وہ پہچانی نہ جائیں اور انہیں تنگ نہ کیا جائے۔ یہ ارشادِ ربانی پہلے مسلک کی دلیل ہے چنانچہ حضرت عبیدہ السلمانی وغیرہ کہتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنی چادریں سر کے اوپر سے اس طرح لٹکالیتی تھیں کہ راستہ دیکھنے کے لیے صرف ان کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔

اور صحیح بخاری کی روایت جس میں حالتِ احرام میں عورت کو نقاب اور دستانہ پہننے سے روکا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانہ حالتِ احرام کے علاوہ عورتوں میں مشہور و معروف تھا جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ عورتوں کے چہرے اور ہاتھ چھپے رہتے تھے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر ایسی حرکت و عمل سے عورتوں کو منع فرمایا جس سے سن کر یا کسی اور طرح ان کی پوشیدہ آرائش معلوم کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يُضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ ❁

”زمین پر پیر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہے

”اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔“

اور فرمایا:

﴿وَلْيَضْرِبَنَّ بِخُرْهُنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ ❁

”اور اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔“

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان عورتوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اپنی

گردنوں پر لٹکا لیا۔

”بیب“ قمیص کی لمبائی میں شکاف کا نام ہے (جسے ہم گریبان کہتے ہیں) جب عورت اپنی چادر کو گریبان پر ڈالے گی تو اس کی گردن بھی چھپ جائے گی۔

بعد ازاں اسے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ گھر سے باہر جانے کی صورت میں اپنی

چادر کو اوپر سے لٹکا کر گھونگھٹ نکال لے، ہاں اگر وہ گھر ہی میں رہتی ہے تو گھونگھٹ کا حکم نہیں۔

اور عورتوں پر پردہ تو اس لیے فرض کیا گیا ہے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ نہ

دیکھے جاسکیں۔ نیز پردہ آزاد عورتوں پر فرض ہے لونڈیوں پر نہیں۔ چنانچہ عہد نبوی اور

عہد خلفائے راشدین میں یہی معمول تھا کہ آزاد عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں اور

لونڈیوں کے چہرے کھلے رہا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما جب کسی لونڈی کو چہرہ

ڈھانپے ہوئے دیکھتے تو اسے مارتے اور فرماتے: اری بیوقوف تو آزاد عورتوں سے

مشابہت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ لونڈیوں کا سر، چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلے رہ سکتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ  
أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۗ وَأَنْ يَسْتَغْفِنَ  
خِيَرَتُهُنَّ﴾ ❁

”اور وہ عورتیں جو جوانی سے گزر بیٹھی ہوں اور نکاح کی امید وار نہ ہوں وہ  
اگر اپنی چادر اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ زینت کی  
نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم وہ بھی حیا داری ہی برتیں تو ان کے حق  
میں اچھا ہے۔“

اس آیت میں ان بوڑھی عورتوں کو جو شادی کی خواہش نہیں رکھتیں ان کو رخصت  
دی گئی ہے کہ وہ حجاب والے کپڑے اتار سکتی ہیں۔ یعنی ان کے لیے جائز ہے کہ چادر  
نہ اوڑھے اور پردہ نہ کرے (بشرطیکہ اپنی زینت و آرائش کی نمائش نہ مقصود ہو) تو ان  
بوڑھی عورتوں کو عام آزاد عورتوں سے اس لیے مستثنیٰ کیا گیا کہ جو وجہ فساد عام جوان  
عورتوں میں ہوا کرتی ہے اب وہ ان بوڑھی عورتوں میں باقی نہیں رہی جس طرح  
مردوں میں ہے ﴿التَّابِعِينَ غَيْرِ اُولَى الْاَرْبَابَةِ مِنَ الزَّوْجَالِ﴾ وہ (زیر کفالت مرد جو  
عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں) کو اظہار زینت کے مسئلے میں مستثنیٰ کر دیا گیا ہے  
کیونکہ ان کے اندر وہ شہوت نہیں ہوتی جس سے فتنہ و خرابی پیدا ہو۔

اگر اسی طرح لونڈی سے فتنے کا خوف ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ بھی گھونگھٹ  
نکالے اور پردہ کرے اور لوگوں پر بھی واجب ہے کہ اس سے نظریں نیچی رکھیں اور  
پھیر لیں، کیونکہ قرآن و سنت میں کہیں بھی نہیں ہے کہ عام لونڈیوں کی طرف دیکھنا

جائز ہے، یا انہیں پردہ پوشی کی ممانعت ہے اور انہیں اپنی زیبائش کی نمائش کی کھلی اجازت ہے، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جن باتوں کا حکم آزاد عورتوں کو دیا ہے لوندیوں کو نہیں دیا اور سنت نبوی نے عملاً دونوں میں فرق کیا ہے جبکہ کسی عام لفظ سے دونوں کا حکم الگ الگ نہیں بیان کیا گیا۔ البتہ مسلمانوں کا عام معمول یہی تھا کہ صرف آزاد عورتیں ہی پردہ کیا کرتی تھیں لوندیاں نہیں، نیز قرآن مجید نے اس حکم عام سے صرف بوڑھی عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ان پر پردہ واجب نہیں ٹھہرایا جیسا کہ بعض مردوں کو یعنی غیر اولی الاربۃ کو مستثنیٰ کیا کہ عورتیں ان کے سامنے آرائش اور پوشیدہ زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں کیونکہ نہ تو ان بوڑھی عورتوں میں شہوت باقی رہی ہے اور نہ ہی ایسے مردوں ہی سے کوئی خطرہ ہے۔ لہذا اس قاعدہ تحفظ کے پیش نظر بعض لوندیوں کو عام حکم سے مستثنیٰ کرنا بدرجہ اولیٰ مناسب ہے یعنی وہ لوندیاں جن کے پردہ نہ کرنے اور زینت خفیہ کی نمائش سے فتنے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بعض محرم رشتہ داروں کے سامنے بھی پوشیدہ زینت کا اظہار جائز نہ ہوگا، جیسا کہ شوہر کے ایسے جوان بیٹے جن کے اندر شہوت اور عورتوں کے معاملات سے دلچسپی ہو۔

غلام یہ نہ تر آن پاک کا حکم عام حالات و عادات کے پیش نظر ہے لیکن اگر کوئی معاملہ عام عادات سے مختلف ہو تو حکم بھی عام حالات سے مختلف ہوگا۔ یعنی جب باندیوں کے بے پردہ باہر نکلنے اور ان کی طرف دیکھنے سے فتنے کا خطرہ ہو تو اس سے روکنا واجب ہوگا اور یہی حکم دوسری صورتوں میں بھی لاگو ہوگا۔

چنانچہ اگر باندیاں اور نابالغ بچے ایسے خوبصورت ہوں کہ ان کی طرف دیکھنے سے فتنے کا خوف ہو تو غلام کی رائے میں ان کا بھی یہی حکم ہوگا۔

امام احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اپنے غلام کی طرف دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر فتنے کا ڈر ہو تو نہ دیکھے۔ کتنی ہی نظریں ایسی ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں مصیبت ڈال دیتی ہیں۔

یہی امام احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ایک شخص تو بہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میری پینٹھ پر کوزے بھی برسائے جائیں تب بھی میں گناہ کے قریب نہ جاؤں گا البتہ وہ نظر بازی سے باز نہیں آتا، اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کیسی تو بہ ہے؟

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ((اصرف بصرک)) "اپنی نظر پھیر لو۔" ❁

امام ابن ابی الدنیا ذکوان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مالداروں کے بچوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں عورتوں جیسی ہوتی ہیں اور وہ کنواری لڑکیوں سے بھی بڑا فتنہ ہیں۔ ❁

❁ حضرت احمد بن محمد بن حجاج المروری رحمۃ اللہ علیہ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل کے خاص شاگردوں میں سے ہیں امام احمد کو ان سے خاص انسیت تھی اور ان کی وفات کے بعد آپ تکبیریں بند کرنے اور غسل دینے کا شرف انہیں کو حاصل ہوا۔ مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے نہ صرف فقہ و حدیث کا علم بلکہ فقہ و حدیث کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کا علم و عمل دونوں حاصل کئے حتیٰ کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو کچھ تم بیان کرو وہ میری زبان ہے خواہ وہ بات میں نے کہی ہو یا نہیں۔ جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ کو بغداد میں وفات پائی اور اپنے استاذ کے پیر کے پاس دفن ہونا نصیب ہوا۔ طبقات الحنابلہ: ۱/ ۵۶، الاعلام: ۱/ ۳۵۔

❁ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب نظر الفجاءة: ۲۱۵۹۔

❁ یہ اثر سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں واقع راوی ابانیم ہر اسے متروک ہے اور خود حسن ذکوان بھی ضعیف ہے۔

مندرجہ بالا استدلال چھوٹی برائی کے فتنہ پر بڑی برائی کو قیاس کرنے کے باب سے ہے۔ یہی حکم ایک عورت کا دوسری عورت کے ساتھ ہے (یعنی اگر کوئی عورت عورتوں کے لیے فتنہ ہو تو اس سے بھی پردہ کیا جائے گا) اسی طرح عورت کے بعض محرم رشتہ دار جیسے شوہر کا بیٹا، شوہر کا پوتا، عورت کا بھتیجا، بھانجا اور عورت کا غلام ان لوگوں کے نزدیک جو اسے محرم سمجھتے ہیں، جب ان سے مرد یا عورت کے لیے فتنے کا خوف ہو تو اسے نہ صرف پردے کا حکم کیا جائے گا بلکہ اس پر پردہ واجب ہوگا۔

جن صورتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿ذَلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾ پردہ زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ چونکہ نظر بازی اور بے پردگی سے شہوت قلبی اور لذت نظر کا حصول ہوتا ہے جس سے تزکیہ نفس اور طہارتِ روح ختم ہو جاتی ہے لہذا ضروری ہے کہ نظر بازی سے بدرجہ اولیٰ روکا جائے اور پردہ کو واجب قرار دیا جائے۔

### بیجڑوں سے پردہ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی اصحاب ستہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیجڑوں اور مردوں کی صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور آپ نے فرمایا کہ بیجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو، فلاں فلاں بیجڑے کو نکال باہر کرو۔ ❁

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین بیجڑے تھے،

❁ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبین بالنساء من البيوت:

۵۸۸۶؛ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، باب الحکم فی المختنن: ۴۹۳۰؛ اور منقول الفاظ

ابوداؤد کے ہیں۔

بیم، ماتع اور ہیبت۔ لیکن ان میں بڑی برائی نہ تھی بس ان کی نرم اور میٹھی باتوں میں، عورتوں کی طرح اپنے ہاتھ پیر رگننے میں اور عورتوں جیسے کھیل کود ہی میں ان کا سارا بیجرا پین تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بیجرا الا یا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”اسے کیا ہوا ہے؟“ بتایا گیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے۔ آپ نے اسے شہر بدر کر دینے کا حکم دیا اور اسے مقام نقیع ❦ کی طرف نکال دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ((إِنِّي نُهِيتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ)) ”مجھے نمازیوں کے قتل سے روکا گیا ہے۔“ ❦

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے بیجروں کو آبادیوں سے نکال دینے کا حکم دیا ہے تو ظاہر ہے کہ بیجرا جو اپنے آپ کو بلا روک ٹوک لوگوں کے حوالے کر دے کہ لوگ اس سے لذت اندوز ہوں، اس کے جسم کی خوبصورتی دیکھیں، اور اس کے ساتھ بد فعلی بھی کریں تو ایسے بیجروں کو مسلمان آبادی سے نکالنا اور شہر بدر کرنا اور زیادہ ضروری ہے۔

بیجروں کے ذریعے سے مردوں اور عورتوں دونوں میں بگاڑ پیدا ہوگا، کیونکہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اس لیے عورتیں اس کے ساتھ میل جول رکھ سکتی

❦ ”نقیع“ منطقہ حجاز کی بڑی بڑی وادیوں میں سے ایک ہے جو مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، اس کا سب سے قریبی حصہ مدینہ منورہ سے چالیس کلومیٹر اور سب سے بعید حصہ ۱۲۰ کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ (معجم المعالم الجغرافیہ فی السیرة، ص: ۳۲۰)

❦ (ضعیف) سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب حکم المخنثین، ح: ۴۹۲۸؛ اس کی سند میں ابواشم اور ابویسار دو مجہول راوی ہیں۔ البتہ نمازیوں کے نہ مارنے کے حوالے سے الادب المفرد ۱۶۳؛ مسند ابویعلیٰ: ۴/۱۴۵۵؛ اور مشکاة: ۴۴۸۱؛ میں صحیح ضروریات موجود ہیں۔

ہیں اور اس سے بری عادتیں بھی سیکھ سکتی ہیں۔ اور چونکہ وہ مرد ہے اس لیے وہ عورتوں کو خراب بھی کر دے گا، نیز جب مرد اس کی طرف رغبت کریں گے تو عورتوں سے اعراض کریں گے۔ علاوہ ازیں جب عورت دیکھے گی کہ فلاں مرد بیجڑوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ خود مردوں کی مشابہت اختیار کرے گی اور انھی کے رنگ ڈھنگ اپنائے گی، پھر اسے دونوں جنسوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملے گا پھر یہ عورتوں کی مجامعت اختیار کرے گی جیسے کہ وہ بیجڑا مردوں کی مجامعت اختیار کرتا ہے۔

### نظروں کی حفاظت کا حکم الہی

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کتاب عزیز میں نظریں بچانے کا حکم دیا ہے جس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرم گاہ سے نظر بچانا۔ (۲) محل شہوت سے نظر بچانا۔

پہلی قسم کی مثال ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی شرم گاہ سے اپنی نظر بچائے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى

عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ)) ❁

”یعنی نہ تو مرد کسی دوسرے مرد کی شرم گاہ کو دیکھے اور نہ عورت کسی دوسری

عورت کی شرم گاہ کو دیکھے۔“

چنانچہ ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنی ستر پوشی کا پورا پورا اہتمام کرے۔ آپ ﷺ

نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

❁ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب تحریم النظر إلى العورات: ۳۳۸۔



((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا عَنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ))

”یعنی اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔“

وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ اگر ہم اپنے

ساتھیوں کے ساتھ ہوں تب بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرِيَئَهَا أَحَدٌ فَلَا يَرِيئَهَا))

”اگر تیرے بس میں ہو کہ کوئی تیری شرمگاہ نہ دیکھ پائے تو کسی کو دیکھنے کا

موقع نہ دے۔“

پھر میں نے عرض کیا: اگر کوئی اکیلا ہی ہو تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)) ❁

”عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا زیادہ ضروری ہے۔“

❁ سنن ابی داود، کتاب الحمام، باب فی التعری: ۴۰۱۷؛ سنن

الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی حفظ العورة: ۲۷۹۴۔

## مجبوری کے وقت شرمگاہ کھولنا

مجبوری کے وقت شرمگاہ کا ننگا کرنا جائز ہے جیسا کہ قضائے حاجت کے وقت، اسی طرح اگر مرد اکیلا غسل کر رہا ہو اور وہاں آڑیا پردہ ہو تو برہنہ غسل کرنا جائز۔ ہر حال میں حضرت موسیٰ اور ایوب علیہ السلام نے کیا تھا۔ ❁

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بنو اسرائیل ایک ہی ساتھ ننگے نہایا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت شرمیلے اور پردہ پوش تھے اس لیے وہ اکیلے غسل فرمایا کرتے تھے۔ بنو اسرائیل نے آپس میں کہا کہ موسیٰ اکیلے اس لیے نہاتے ہیں کہ انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کا خصیہ بڑا ہے یا انہیں کوئی اور بیماری ہے (اللہ تبارک و تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود ہوئی) چنانچہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل کے لیے تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ آپ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑا لینے کے لیے آگے بڑھے تو پتھر کپڑا لے کر بھاگا۔ آپ پتھر کے پیچھے تیزی سے بھاگے اور پکارتے رہے: او پتھر! میرا کپڑا، او پتھر! میرا کپڑا۔ بنو اسرائیل کی ایک جماعت پر آپ کا گزر ہوا اور انہوں نے دیکھا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ إِذْ وَارَؤُمُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۶۹) ”اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکفیس دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بے عیب دکھلایا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔“ صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب من اغتسل عریانا وحده فی خلوة ۲۷۸، صحیح مسلم، کتاب الطہارہ، باب جواز الاغتسال عریانا فی الخلوة: ۳۳۹۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (شفتاب ہونے کے بعد) حضرت ایوب علیہ السلام ایک مرتبہ ننگے غسل فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونے کی ٹڈیاں چھڑنے لگیں آپ علیہ السلام انہیں جلدی جلدی اپنے کپڑے میں سیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے پکار کر کہا: اے ایوب جو کچھ سمیت رہے ہو کیا ہم نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کیا؟ آپ علیہ السلام نے عرض کیا: تیری عزت و جلال کی قسم (تو نے مجھے ان سے بے نیاز کر دیا ہے) لیکن تیری برکات سے میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ (و ایوب اذا نادى ربه): ۳۳۹۱۔

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے غسل فرمایا تھا۔

اور اسی طرح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی آپ ﷺ کا غسل فرمانا

مذکور ہے۔

البتہ نظر کی دوسری قسم یعنی کسی اجنبی عورت کی پوشیدہ زینت کی طرف دیکھنا تو یہ پہلی قسم سے بھی زیادہ قابل احتیاط ہے۔ جیسے شراب پینا، مردار، خون اور سور کا گوشت کھانے سے زیادہ برا ہے، شراب پینے پر تو حد مقرر ہے لیکن اگر کوئی بغیر عذر کے ان محرمات (مردار خون وغیرہ) کو کھاتا پیتا ہے تو اس پر تعزیری سزا ہے۔ کیونکہ جس طرح شراب کی طرف تو طبیعت کا میلان ہوتا ہے، لیکن عام طور انسان محرمات کو مکروہ

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اشارہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی درج ذیل روایت کی طرف ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے پاس میں گئی، دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ ﷺ کو پردہ کیے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے پوچھا: "کون ہو؟" میں نے عرض کیا: ام ہانی ہوں۔ آپ نے فرمایا: "خوش آمد اے ام ہانی۔" جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چادر اوڑھ کر چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الثوب الواحد ملتحقاً به: ۳۵۷؛ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب تستر المغتسل بثوبٍ وَ تَحْوِيهِ: ۳۳۶۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا، جب آپ غسل فرمانے لگے تو ایک کپڑے سے ہم نے آپ کو پردہ کر دیا آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں دھویا، پھر دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ میں پانی لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا، پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور پورے جسم پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پیروں کو دھویا، پھر پانی پونچھے کے لیے ہم نے آپ کو ایک کپڑا دیا۔ لیکن آپ نے واپس کر دیا۔ صحیح البخاری: کتاب الغسل، باب ۱۸، ح: ۲۷۶؛ صحیح مسلم: کتاب الحيض، باب التستر بثوب: ۳۳۷۔

گردانتا ہے، یہی معاملہ مردوں کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا ہے کہ جس طرح عورت یا اس کے ہم مثل کی طرف دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے مرد کی شرمگاہ دیکھنے کی اس طرح خواہش نہیں ہوتی۔ نابالغ بچے کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی اسی حکم میں داخل ہے اور علماء کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے جس طرح اجنبی عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے بعینہ محرم عورتوں اور نابالغ بچوں کو بھی بنظر شہوت دیکھنا حرام ہوگا۔

نابالغ بچوں کو دیکھنے کا حکم

نابالغ بچہ اور وہ جوان جس کو ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو، اس کی طرف دیکھنے کی

تین اقسام ہیں:

پہلی صورت: مرد کی طرف بنظر شہوت دیکھنا، یہ بالاتفاق حرام ہے۔

دوسری صورت: جس کے بارے میں یقین کے ساتھ کہا جاسکے کہ اس دیکھنے میں شہوت قطعاً نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی نیک و پرہیزگار آدمی کا اپنے خوبصورت بیٹے اور بیٹی اور اپنی خوبصورت ماں کی طرف دیکھنا، کیونکہ اس صورت میں شہوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، الا یہ کہ وہ انتہائی بدکردار شخص ہو، خلاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی دیکھنے کے ساتھ شہوت کا وجود ہو وہ دیکھنا حرام ہو جائے گا۔ یہی حکم اس شخص کے دیکھنے کا بھی ہے کہ جس کا دل مرد کی طرف مائل ہی نہ ہو جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے یا وہ تو میں ہو اس برائی کو جانتی ہی نہیں، بلکہ ان کے نزدیک اپنے لڑکے کی طرف دیکھنے اور اپنے پڑوسی کے بچے یا کسی اجنبی بچے کی طرف دیکھنے میں کوئی فرق نہیں، اس سے ان کے دل میں کسی قسم کی شہوت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ ایسے سلیم الفطرت انسان کا دل پاک اور صاف ہوتا ہے۔ چنانچہ عہد صحابہ میں لونڈیاں کھلے سر راستوں سے گزرتی

تھیں اور مردوں کی خدمت بچا کیا کرتی تھیں اس کے باوجود ان کے دل صاف تھے۔ لیکن آج کے دور میں اگر کوئی شخص خوبصورت ترکی لونڈیوں کو ان ہی کی طرح شہر میں آزاد چھوڑ دے کہ لوگوں کے درمیان گھومیں پھریں تو اس سے فساد کا دروازہ کھل جائے گا۔

اسی طرح خوبصورت نابالغ بچوں کے لیے بھی مناسب نہیں کہ بلا ضرورت وہ ایسے گلی کوچوں میں پھرتے رہیں جہاں فتنے کا ڈر ہو۔ لہذا خوبصورت نابالغ بچوں کو نہ کپڑے اتارنے دیے جائیں اور نہ اجنبی لوگوں کے ساتھ حمام میں بیٹھنے دیا جائے، اور نہ اجنبی لوگوں کے بیچ انہیں ناپتنے کی اجازت دی جائے۔ بلکہ اسی طرح ہر ایک کام سے روکا جائے جس میں لوگوں کے لیے فتنے کا خطرہ ہو اور نظر کا مسئلہ بھی اسی اصول کے مطابق ہوگا۔ مذکورہ بالا دونوں قسموں کا حکم علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

نظر کی تیسری قسم کے متعلق اختلاف ہے یعنی نابالغ لڑکے کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جبکہ شہوت کے ابھرنے کا خدشہ ہو۔ اس بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دو قول ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ایسا نظر جائز نہیں ہے اور یہی حکم امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں سے بھی منقول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی نظر جائز ہے کیونکہ اصل شہوت کا نہ ابھرنے کا ہے اور کوئی چیز محض شک کی بنیاد پر حرام نہیں کی جاسکتی، زیادہ سے زیادہ ایسی نظر مکروہ ہو سکتی ہے۔ لیکن پہلا مذہب ہی راجح اور قوی ہے جس طرح کہ مذہب امام شافعی اور امام احمد رحمہما

شاید مصنف رحمہ اللہ کا اشارہ سنن کبریٰ البیہقی کی روایت ذیل روایت کی طرف ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں ہماری خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان کے پاس ننگے ہوتے اور ان کی پیماتیاں حرکت کرتیں۔ اس اثر کی سند حسن ہے۔ البیہقی: ۲۶۷/۲۔

میں رائج قول یہی ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں اگرچہ شہوت بالکل معدوم ہو، کیونکہ شہوت کے ابھرنے کا خوف تو بہر حال موجود ہے۔ اسی وجہ سے اجنبی عورت سے تنہائی میں ملاقات کرنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ یہ فتنے کا سبب بن سکتی ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ جو عمل فتنے کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ حرام ہے۔ اس لیے اگر کوئی واقعی ضرورت نہ ہو تو ہر اس راستے کو بند کرنا ضروری ہے جو کسی وجہ سے فتنے کا سبب بن سکتا ہے۔

لہذا ہر وہ نظر جو فتنہ کا ذریعہ بن سکتی ہو اور کوئی خاص ضرورت بھی نہ ہو، وہ حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی رائج ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً پیغام نکاح دینے والے کا اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنا، یا ڈاکٹر کا مریض خاتون کو دیکھنا وغیرہ، ایسی صورت میں دیکھنا جائز ہے، بشرطیکہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر ضرورت و حاجت درپیش نہ ہو تو محل فتنہ کو دیکھنا جائز نہ ہوگا۔

### اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کیا جائے؟

جہاں تک آنکھوں کا تعلق ہے انہیں کھلی رکھنا اور ان سے دیکھنا ایک ضرورت ہے اور جب آنکھیں کھلی ہوں گی تو بسا اوقات اچانک عجلہ ارادہ نظر پڑ جائے گی۔ لہذا اسے مطلقاً نیچی رکھنا ممکن نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نظروں کے کچھ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو آواز کچھ پست رکھنے کی وصیت کی تھی۔

اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَعْصُونَ أَوْصَانَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ﴾ کا تعلق ہے تو اس میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے حضور اپنی آواز مطلقاً پست رکھتے ہیں، کیونکہ انہیں یہی حکم ہے۔ اور خدمت رسول ﷺ میں حاضری کے وقت آوازیں بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مطلقاً آواز پست کرنا ایک خاص حکم ہے جو پسندیدہ ہے اور بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں آواز پست رکھ سکتا ہے لیکن اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ بعض موقعوں پر اسے بلند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کہیں یہ حکم وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ اور کہیں استحباب کا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ﴾

”اور اپنی آواز کچھ پست رکھو۔“

آواز اور نظر کا پست رکھنا اس کا مکمل دار و مدار دل میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے والے خیالات پر ہے۔ کیونکہ سماعت کے راستے کوئی بات دل میں داخل ہوتی ہے اور آواز کے ذریعے باہر آتی ہے جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اعضاء کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَ لِسَانًا وَ شَفَتَيْنِ ۝﴾

پوری آیت اس طرح ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَعْصُونَ أَوْصَانَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس دلی آواز سے بولتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے معافی اور بڑا ثواب ہے۔

”کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔“  
یعنی آنکھ اور نظر کے ذریعے دل معاملات کی خبر پاتا ہے، زبان اور آواز،  
افکار و خیالات کو دل سے باہر لاکر حروف کی تعبیر بخشتی ہیں۔ آنکھیں دل کی راہبر خبر اور  
ٹوہ لگانے والی ہوتی ہیں اور زبان دل کی ترجمانی کرتی ہے۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ اٰذٰكِي لِهٖمۡ﴾ ❁

”یہ ان کے لیے زیادہ ستم اور پاکیزہ طریقہ ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ ❁

”آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کریں اور انہیں  
بارکت کریں۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

تُطَهِّرًا﴾ ❁

”اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں  
پوری طرح پاک کر دے۔“

آیت استیذان میں ارشاد ہے کہ

﴿وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمْ اَرْجِعُوْا فَاَرْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ﴾ ❁

❁ ۲۴/النور: ۳۰ ❁ ۹/التوبة: ۱۰۳

❁ ۲۳/الاحزاب: ۳۳ ❁ ۲۸/النور: ۲۸



”اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَسَلُّوْهُنَّ مِنْ ذَرَّاءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ❁  
 ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔“

مزید ارشاد ہے کہ

﴿فَقَدْ مُوَابِيْنٌ يَدَايِ نَجْوٰكُمُ صَدَاقَةٌ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ﴾ ❁  
 ”جب تمہیں اللہ کے رسول سے سرگوشی کرنی ہو تو اس تخلیہ اور سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ پیش کرو یہ تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔“  
 اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِاَلْمَاءِ وَالتَّلْجِ وَالتَّبْرِدِ)) ضی  
 روایۃ البخاری: ((اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَا بِمَاءِ التَّلْجِ  
 وَالتَّبْرِدِ)) ❁

”اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے پانی برف اور اولے کے ذریعے پاک کر دے۔“

❁ ۳۳/ الاحزاب: ۵۳ - ❁ ۵۸/ المجادلہ: ۱۲ -

❁ اس سلسلے کی روایات کے الفاظ اس سے قدرے مختلف ہیں۔ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعموذ من المأثم والمغرم: ۶۳۲۸۔

اور نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

((وَاغْسِلُهُ بِمَاءٍ وَ تَلْبِجٍ وَ بَرْدٍ وَ نَقِّهِ مِنْ خَطَايَاهُ كَمَا يَنْقَى  
الثَّوْبَ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ)) ❁

”اے اللہ اسے پانی، برف اور اُدلے کے ذریعے پاک کر دے اور  
اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل  
سے پاک کیا جاتا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات و احادیث میں طہارت سے مراد گناہوں سے پاکی ہے کیونکہ  
گناہوں کو جس یعنی ناپاکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (اللہ اطمیناناً)

اور لفظ ”زکاۃ“ طہارت سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے جو طہارت یعنی گناہوں  
سے پاکی کو بھی شامل ہے اور اعمال صالحہ کی زیادتی اور ترقی کو بھی شامل ہے۔ مغفرت و  
رحمت، عذاب سے چھٹکارا، ثواب کا حصول، برائی سے دوری اور بھلائی کا حصول  
وغیرہ یہ سب معانی لفظ ”زکاۃ“ میں شامل ہیں۔

رہا مسئلہ ”نظر قبۃ“ یعنی اچانک پڑنے والی نظر کا تو وہ معاف ہے، بشرطیکہ اپنی  
نظر کو پھیر لے جیسا کہ حدیث کی مستند کتابوں میں ہے:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے  
دریافت کیا کہ اچانک پڑ جانے والی نظر کا کیا حکم ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

❁ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاة: ۹۶۳۔

((اَصْرَفَ بَصْرَكَ)) ❁ "اپنی نظر پھیر لو۔" اسی طرح کتب "سنن" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

((يَا عَلِيُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولَىٰ وَكَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَّةُ)) ❁

"اے علی ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ کیونکہ پہلی نظر تو تمہیں معاف تھی لیکن اب دوسری معاف نہیں۔"

اور مسند احمد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ

((النَّظْرُ سَهُمٌ مَسْمُومٌ مِّنْ سَهَامِ إِبْلِيسَ)) ❁

"نظر تو شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔"

اور مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ

((مَنْ نَظَرَ إِلَىٰ مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ ثُمَّ غَضَّ بَصْرَهُ أَوْرَثَ اللَّهُ قَلْبَهُ

حَلَاوَةً عِبَادَةً يَجِدُهَا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ❁ او کیا قال

"جس شخص کی نظر کسی اجنبی عورت کے حسن و زینت پر پڑی اور پھر اس نے

❁ صحیح مسلم، کتاب الادب، باب نظر الفجأة: ۲۱۵۱؛ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب ما يؤمر به من غض البصر: ۲۱۴۸۔

❁ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب ما يؤمر به من غض البصر: ۲۱۴۹؛ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب نظر الفجأة: ۲۷۷۷۔

❁ (ضعیف) المستدرک للحاکم ۴/ ۳۱۳، مسند الشہاب: ۱/ ۲۶۵ مجمع الزوائد ۸/ ۶۳، اس کی سند میں عبد الرحمن السواظلی ضعیف راوی ہے۔

❁ مسند احمد: ۲۶۶۴/ ۵؛ الطہرانی: ۲۳۷۔ مذکورہ بالا دونوں مرویات ضعیف ہیں ان میں ایک راوی ابوسعید بن سنان محضی مشہور بالضعف راوی ہے۔

اپنی نظر پھیر لی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایسی لذت عبادت پیدا کر دے گا کہ اس کا اثر وہ قیامت تک محسوس کرتا رہے گا۔“

### نظر کی حفاظت کے فوائد

جن صورتوں کا دیکھنا حرام ہے جیسے عورت اور خوبصورت نابالغ لڑکا وغیرہ ان سے نظر پھیر لینے سے تین بڑے اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں:

① ایمان کی چاشنی اور لذت، جو اللہ کے واسطے چھوڑی ہوئی اس بیہودہ لذت سے بہت ہی شیریں اور بہتر ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَوَّضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ)) ❁

”جو شخص کوئی چیز صرف اللہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔“

② دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل میں نور اور فراست پیدا ہوتی ہے۔ قوم لوط کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((لَعَنَّاكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ)) ❁

”تیری جان کی قسم یہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔“

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا صورتوں سے لگاؤ، عقل کے اندر فساد، کوتاہ نظری اور دل

❁ (صحیح) مسند احمد: ۲۳۰۷۴؛ وغیرہ میں ایک صحابی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((اِنَّكَ لَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَدْوًا وَجَلَّ الْاَبْدَانُ لِلَّهِ بِهٖ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) ”اگر تم کوئی چیز صرف اللہ رب العزت کے لیے چھوڑ دو گے تو اللہ اس کے بدلے اس سے بہتر چیز تمہیں عطا کرے گا۔“ ❁ ۱۰/الحجر: ۷۲۔

کی مدہوشی بلکہ جنون کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو بچا کر رکھنے والی آیت کے بعد آیت نور کا ذکر فرمایا ہے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

”اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔“

شاہ بن شجاع الکرمانی ❁ کی فراست اور دور بینی کبھی غلطی نہیں کرتی تھی وہ فرماتے تھے: جس نے اپنے ظاہر کو سنت کی پیروی سے بچایا، باطن پر ہمیشہ پہرہ داری رکھی، اپنی نظر کو حرام سے محفوظ رکھا، نفس کو شہوات سے بچائے رکھا، اس کے بعد ایک پانچویں چیز کا ذکر فرمایا غالباً اکل حلال ہے تو اس کی فراست نظر کبھی غلطی نہیں کر سکتی۔

اور اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ بندے کو اس کے جنس عمل سے بدلہ دیتا ہے جو شخص اپنی نظر پر پہرہ داری رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نور بصیرت کو اور جلا دیتا ہے، علم و معرفت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے اور اس قسم کی اور بہت سی چیزیں جن کا تعلق قلب و بصیرت سے ہوتا ہے بندے کو حاصل دے جاتی ہیں۔

③ نظر کو فواحش سے محفوظ رکھنے کا تیسرا فائدہ، دل کی قوت، ثابت قدمی، پختہ عزمی اور دلیری کا حصول ہے، ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ قوت و دلیل کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی عطا فرماتا ہے، چنانچہ خواہشات نفس کو پھچھاڑ دینے والے بندے کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔ جبکہ وہ شخص جو اسیر ہوس، ہو، اس کے اندر ذلت نفس، بزدلی اور خست و اہانت جیسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لیے سزا بنا رکھا ہے۔

❁ آپ کی کنیت ابو الغرہ اس سے شہابی خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن تمام نبوی نعمتوں کو چھوڑ کر تن من سے زہد کے راستے پر گئے۔ ۲۷۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ حلیۃ الاولیاء: ۸۰ / ۲۳۸، صفحہ الصغیرہ: ۶۷ / ۴۔

یہ دستور رب ذوالجلال ہے کہ اس نے عزت اپنے اطاعت گزار بندوں کے لیے اور ذلت و خواری اپنے نافرمانوں کے لیے لکھ رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَدُّ مِنهَا

الَّذِينَ طَوَّبَهُ اللَّهُ الْعِدَّةَ وَرَسُولِهِ وَالْمُؤْمِنِينَ﴾ ❁

”یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے۔“ دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ❁

”دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔“

اس لیے علماء کا کہنا ہے کہ لوگ بادشاہوں کے دروازے پر عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف اللہ کی اطاعت میں ہے۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ ❁ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عمدہ سدھائے ہوئے گھوڑے انہیں تیزی سے لے اڑیں اور اپنی ناپوں کے ساتھ انہیں لے کر آگے بڑھیں لیکن ذلت و رسوائی ان کی گردنوں پر سوار رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اہل فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو رسوا کرے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ نے اس اطاعت والے کام میں اس سے دوستی کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی تو اس سے بقدر معصیت دشمنی کی۔

❁ ۳/آل عمران: ۱۳۹۔

❁ ۶۳/المنافقون: ۸۔

❁ باپ کا نام یسار اور کنیت ابو سعید ہے۔ اہل بصرہ کے امام اور وقت کے علامہ تھے۔ آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ۲۱ھ میں مدینہ المنورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سایہ حفاظت میں پلے بڑھے۔ ۱۱۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ الاعلام: ۲/۲۶۶۔

اور دعائے قنوت میں وارد ہے:

((أِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَّيْتُ وَلَا يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتُ))

”جس کی اے اللہ تو نے سرپرستی کی وہ رسوا نہیں ہو سکتا، اور جس سے تو نے دشمنی کی وہ عزت نہیں پاسکتا۔“

اور برائی کے دلدادہ جو اپنی نظر نیچی نہیں رکھتے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان اوصافِ حمیدہ کے برعکس بیماریوں سے موصوف کیا ہے، یعنی مستی میں مبتلا اندھے پن کا شکار، جاہل، بے عقل، گمراہ، بغض و حسد میں گھرے ہوئے اور بصیرت سے محروم، مزید برآں انہیں خبیث، فاسق، حد سے تجاوز کرنے والا، اپنے اوپر زیادتی کرنے والا، مفسد و مجرم، برائی کا شکار، اور فحاشی میں مبتلا وغیرہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ قومِ لوط کے متعلق ارشاد ہے:

﴿بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ ❁

”تم لوگ پرلے درجے کے جاہل ہو۔“

اس آیت مبارکہ میں انہیں جاہل کہا گیا۔ انہی سے متعلق ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْبَهُونَ﴾ ❁

”تیری عمر کی قسم وہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿الْكَافِرِينَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ﴾ ❁

”کیا تم میں ایک بھی نیک چلن نہیں ہے۔“

اس لیے صورتوں کا عشق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب دل میں اللہ کی محبت اور ایمان کمزور پڑ جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی والہانہ محبت کا ذکر قرآن عزیز میں یا تو عزیز مصر کی مشرکہ بیوی کے متعلق یا لوط علیہ السلام کی مشرکہ قوم کے متعلق کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام، اس کے اشارے پر ناپنے والا اور دل سے اس کا اسیر ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)





مسائل  
ستر و حجاب

